اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / دوسرا اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 08 / مارچ 2024ء بمطابق 26 / شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ بروز جمعہ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	پینل آف چیئر پرسنز۔	04
3	نومنتخب اراکین اسمبلی کی حلف برداری۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	08
5	مشترکہ قرارداد نمبر 1 منجانب: میر محمد صادق عمرانی اور اراکین اسمبلی۔	10
6	مشترکہ قرارداد نمبر 2 منجانب: میر یونس عزیز زہری اور اراکین اسمبلی۔	19
7	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	24

جلد 02 ☆☆☆ شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 08/مارچ 2024ء بمطابق ۲۶/شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ بروز جمعہ،
بوقت دوپہر 12 بجکر 05 منٹ پر محترمہ غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر،
بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الۡكُبۡرٰى ۖ﴿۳۴﴾ يَوۡمَ يَتَذَكَّرُ الۡاِنۡسَانُ مَا سَعٰى ۙ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الۡجَحِيۡمُ لِمَنۡ
يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنۡ طَغٰى ۙ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ۙ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الۡجَحِيۡمَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ؕ﴿۳۹﴾
وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى ۙ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى ؕ﴿۴۱﴾

﴿پارہ نمبر ۳۰ سُوۡرَةُ النّٰزِعٰت آیات نمبر ۳۴ تا ۴۱﴾

ترجمہ: پھر جب آئے وہ بڑا ہنگامہ۔ جس دن کے یاد کریگا آدمی جو اس نے کمایا۔ اور نکال ظاہر کردیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے۔ سو جس نے کی ہو شرارت۔ اور بہتر سمجھا ہو دُنیا کا جینا۔ سو دوزخ ہی ہے اس کا ٹھکانا۔ اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے جی کو خواہش سے۔ سو بہشت ہی ہے اس کا ٹھکانا۔

وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئر پرسنز نامزد کرتی ہوں:

۱۔ میر ظہور احمد بلیدی صاحب۔ ۲۔ جناب شعیب نوشیروانی۔

۳۔ جناب اصغر علی ترین۔ ۴۔ جناب خیر جان بلوچ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 65 جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ پڑھا جائے، کے تحت باقیماندہ نومنتخب ارکان اسمبلی اپنی رکنیت کا حلف اُٹھائیں گے۔ حلف اجتماعی طور پر ہوگا۔ حل نامے آپ تمام معزز اراکین کے سامنے میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ حلف نامہ میں خالی جگہ پر آپ اپنا نام درج اور آخر میں اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔ حلف اُٹھانے کے بعد تمام اراکین نے دستخط شدہ حلف نامہ اسمبلی عملہ کے حوالے کریں۔ طریقہ کار کے مطابق مَیں اب حلف نامہ پڑھوں گی آپ تمام معزز اراکین اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہوکر میری تقلید کریں گے۔ تاہم حلف نامہ کی خالی جگہ میں آپ اپنا نام لیں گے۔ حلف کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

حلف: (حلف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں شروع کرتا / کرتی ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ مَیں، صدق دل سے حلف اُٹھاتا / اُٹھاتی ہوں کہ مَیں خلوصِ نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا / گی کہ مَیں بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی بلوچستان میں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، یکجہتی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا / گی۔ مَیں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا / گی جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔ اور یہ کہ مَیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا / گی۔ اور اِس کا تحفظ اور دفاع کروں گا / گی۔ اللہ تعالیٰ میری مدد اور راہنمائی فرمائے۔ آمین۔

(اس مرحلے پر نومنتخب اراکین اسمبلی جن میں میر محمد صادق سنجرانی، میر ظفر اللہ خان زہری، حاجی محمد خان لہڑی نے حلف اُٹھائے)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مَیں تمام اراکینِ اسمبلی کو باقاعدہ طور پر رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ نومنتخب معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی سہولت کی خاطر آپکو قواعد وانضباط کار بلوچستان اسمبلی کی اردو وانگلش اور آئینِ پاکستان کی اردو وانگلش کی کاپیاں اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے فراہم کردہ bags میں رکھ دی گئی ہیں تاکہ آپ معزز اراکین اسمبلی اِس سے استفادہ حاصل کرسکیں۔ اِس کے علاوہ آپ معزز اراکین کے سامنے ٹیبل پر کوائف برائے ممبر صوبائی اسمبلی ایئر پورٹ، انٹری پاس کے فارمز رکھ دیئے گئے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ یہ

فارمز fill کر کے سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں جلد سے جلد جمع کرائیں تا کہ آپ کی ماہانہ تنخواہ، ٹی اے، ڈی اے، اکاؤنٹس برانچ، قانون سازی، ریسرچ برانچ اور اسمبلی کی ویب سائٹ پر آپ کا ریکارڈ فوری طور پر مرتب کیا جا سکے۔

میر اسداللہ بلوچ: میڈم! میں A2 رول کا حوالہ دیتے ہوئے بات کرنا چاہتا ہوں اُس کے بعد جو قرارداد ہے شاید اُس کو بھی میں سپورٹ کروں۔ بلوچستان ہم سب کا ہے ہم سب اس سرزمین کے باسی ہیں۔ اِس سرزمین میں ہم کاروبار بھی کرتے ہیں، سیاست بھی کرتے ہیں، علم و ہنر بھی سیکھتے ہیں۔ آخری وقت میں جب ہم مرجاتے ہیں تو اِسکی گود میں سوتے ہیں، یہ سرزمین ہماری مادرِوطن ہے کسی بھی طور پر اِس کا خیال رکھنا اِس کے ساتھ وفاداری ایک اصولی اور قانونی اور ایمان کے تقاضے ہیں۔ گوادر ایک ایسا خطہ ہے جہاں سے پارسیز کے ساتھ جنگ ہوئی، گوروں کے ساتھ جنگ ہوئی، عربوں کے ساتھ جنگ ہوئی۔ کلمتیوں نے اِس گوادر کو تلوار کے زور سے، آج یہ جو گوادر ہے جس پر ہم ناز کر رہے ہیں۔ ہوا کیا؟ جب بھی گوادر کا نام لیا جاتا ہے تو اِس کی اہمیت ورلڈ لیول پر بہت بڑی ہے۔ اِس گوادر کی ترقی اور خوشحالی کی باتیں جنرل ضیاء، ایوب خان اور مشرف نے بھی کیں اور یہ جمہوری دَور جو چلا، یوسف رضا گیلانی آئے، نواز شریف آئے، شہباز پچھلی دفعہ آئے تھے کل بھی آئے تھے، محترمہ شہید بینظیر کے بھی دورے ہوئے۔ سب نے کہا کہ اِس گوادر کو دنیا کی خوبصورت جگہ ہم بنائیں گے۔ لیکن آج گوادر اُسی جگہ پر کھڑا ہے۔ آج گوادر کے لوگ دو وقت کی روٹی کے لیے ترس رہے ہیں آج گوادر کے لوگ تعلیم اور صحت سے محروم ہیں۔ ہماری کیا ذمہ داری ہے کہ گوادر ہمارے لیے سونے کی چڑیا ہے۔ سی پیک کے نام پر 56 بلین ڈالرز کا معاہدہ ہوا۔ اِس معاہدے کے تحت 26 بلین ڈالرز یہاں خرچ ہوئے۔ اِن میں سے 16 ہزار میگاواٹ بجلی کا منصوبہ تھا افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ گوادر پر ایک ارب ڈالر اپنی جگہ ایک ارب روپے خرچ نہیں ہوا۔ میڈم ڈپٹی اسپیکر! نہایت احترام کے ساتھ، آپ بھی اِس سرزمین سے تعلق رکھتی ہیں۔ سی پیک کے پیسے اگر گوادر پر خرچ نہیں ہوئے، اِس سی پیک سے گوادر کا نام نکالیں، سی پیک کی دنیا میں کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ لہٰذا ہم نے یہ بھی دیکھا، GDA کے 70 ارب روپے وہاں آئے، آج ہی تحقیقات کریں گوادر کے لیے کیا ہوا؟ مسقط گورنمنٹ نے 40 بلین ریال ایک دفعہ دیے وہ پیسے گئے پھر 25 بلین دوسری دفعہ دیے وہ پیسے گئے ورلڈ بینک نے پیسے دیئے وہ گئے۔ مختلف مرکزی گورنمنٹس نے، مختلف وقتوں میں بڑے پیمانے پر پیسے دیئے وہ پیسے گئے۔ آج گوادر میں صرف اعلانات ہوتے ہیں۔ اور عملدرآمد اُس پر کچھ نہیں ہوتی ہیں۔ تو اس سلسلے میں ہم جو دیکھ رہے ہیں، گوادر کے عوام کے لیے صرف گوادر ایک بزنس سینٹر ہے۔ اُن طاقتور قوتوں کی خاطر جو اُنکے ہاتھوں میں لوگ کھیلتے رہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ خدارا اِس گوادر کے غریب لوگوں کے لیے سوچ لیں۔ آج پورے مڈل ایسٹ میں، دبئی، مسقط، بحرین، کویت، سارے علاقوں میں سمندر کا پانی صاف کر کے لوگ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن آج انکو بھی صاف پانی نہیں مل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں گوادر کے

ساتھ اتنا کھیل، اتنی سیاست نہیں ہونی چاہیے۔گوادر کے لوگ اس وقت اپنی زمینوں کے مالک نہیں ہیں۔گوادر کی جتنی زمین تھی ساری طاقتور لوگوں نے الاٹ کیے یہ انکے پاس ہیں۔ابھی رہنے کے لیے گوادر کے لوگوں کے پاس کوئی ماسٹر پلان اُنکے لیے نہیں بنایا گیا نہ کہ غریبوں کے ذریعہ معاش کے لیے کچھ ہے۔چائنا گورنمنٹ وقتاً فوقتاً یہی کہتی رہی کہ یہاں کے لوگوں کو نوکری ملے گی۔پچھلے اَدوار میں جام صاحب کی گورنمنٹ تھی، ہم کیبنٹ کے ممبر تھے۔ایک بریفنگ ہوئی گوادر کے حوالے سے جمالی صاحب اسکے ڈی ایم تھے۔پورٹ کے حوالے سے اس سسٹم کے کہ سی پیک کے حوالے سے ہمیں بریفنگ دی۔اُنہوں نے کہا گوادر میں سی پیک کے حوالے سے صرف فقیر کالونی میں ایک پرائمری اسکول کی تعمیر ہوئی ہے بس اور کچھ نہیں ہوا ہے۔ہماری نصیب میں صرف وہی پرائمری سکول فقیر کالونی کا ہوا۔اس کے ساتھ دوسرے ایشوز، یہ جو مسنگ پرسن کے حوالے سے چیف آف اسٹاف نے بھی یہی کہا کہ انکا مسئلہ حل ہوگا۔سپریم کورٹ کے جج صاحب نے بھی کہا کہ یہ مسئلہ حل ہوگا اور ایک کمیٹی اور ایک کمیشن جناب اختر مینگل کی سربراہی میں تشکیل دیا گیا۔اُسکے بعد بلوچستان کے چیف جسٹس نے ایک پارلیمانی کمیٹی تشکیل دی اُس کمیٹی میں میرا نام تھا۔میں نے اس لیے نکالا میں نے کہا اِسکا کوئی رزلٹ نہیں آئے گا۔آج بھی یہی ہوا لوگ ریکی، قدیر ماما، ایک ہزار کلومیٹر اُنہوں نے دنیا کو دکھانے کے لیے ایک جمہوری طریقے سے احتجاج کیا، اسلام آباد گئے۔اِسی تناظر میں سات سال سے دھرنا دے کے بیٹھے ہیں۔لیکن کوئی شنوائی نہیں ہورہی ہے۔روز بروز حالات بگڑتے جارہے ہیں۔لوگوں کی مائیں رورہی ہیں والد رورہے ہیں۔وہ بہنیں۔۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: اسد صاحب! جمعہ کی نماز کا ٹائم ہے۔مَیں آپ سے کہوں گی کہ براہِ مہربانی آپ اپنی اسپیچ مختصر کردیں۔

میر اسداللہ بلوچ: وہ بہنیں ایک منٹ مجھے ایک منٹ دیں میں اس کو end کروں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: نماز کا ٹائم ہے ذرا مختصر کریں۔

میر اسداللہ بلوچ: میڈم اسپیکر! وہ بہنیں جو اپنے بھائی کی شادی کے لیے انتظار میں تھیں اُنکو اُنکی لاشیں مل گئیں۔یہاں kill and dump کی سیاست ہورہی ہے سیاست کے تناظر کو ایک نیا رُخ دیا گیا ہے۔گولڈ اور گن کے طور پر سیاست کو آگے لے جارہا ہے۔آنے والے وقت میں اگر یہی سلسلہ چلتا رہا تو اس اسمبلی میں ایک پولیٹیکل پارٹی کا بندہ نہیں بیٹھے گا۔اسی لیے کل جو پریزیڈنٹ صاحب کا الیکشن ہے، مَیں جمہوریت کا حامی ہوں۔کل جو پریزیڈنٹ صاحب کا الیکشن ہے اور 14 کو سینٹ کے تین سال والے الیکشن ہے، مَیں اِس الیکشن کا اس لیے بائیکاٹ کررہا ہوں، اُن ماؤں کی آنسوؤں کی خاطر اُن پریشان بہنوں کی خاطر مَیں ان دونوں میں حصہ نہیں لوں گا۔ thank you میڈم اسپیکر صاحبہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you so much

جناب علی مدد جتک: میڈم اسپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ میں سب سے پہلے اپنے نئے منتخب ممبران کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میڈم اسپیکر! جس پسماندہ علاقے سے، آغا پرنس عمر اور حاجی عبید گورگیج کو منتخب کیا گیا ہے، مَیں اُس علاقے کا ایک مسئلہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دو ماہ سے ڈیلی، ہر ہفتے، پورا سریاب کو بند کیا جاتا ہے۔ ہماری مائیں، بہنیں روڈز پر آکر بیٹھتی ہیں کہ گیس نہیں ہے۔ جب ہم جی ایم کو کال کرتے ہیں یا انکے دفتر جاتے ہیں تو وہ بولتے ہیں یک گھنٹہ کے بعد سریاب میں آجائے گی"۔ مگر بالکل جھوٹ پر گزارا ہے۔ میڈم اسپیکر! آپ جی ایم کو یہاں بلا کے ہمارے سامنے جتنے بھی ہم تین ممبرز ہیں۔ کیونکہ سریاب کو پسماندہ رکھا گیا ہے۔ جس علاقے میں چوری زیادہ ہے وہاں گیس 24 گھنٹہ میسر ہے۔ ہمارے پاس بل ہیں، تین تین لاکھ کے، غریب لوگوں کے گھروں پر بھیجا جارہا ہے مگر وہاں گیس نہیں ہے۔ میڈم اسپیکر! دوسرا مجھے اپنے بھائی اسد بلوچ کا مَیں احترام بھی کرتا ہوں مگر کاش! یہ پانچ سال اس اسمبلی میں بیٹھ کے اِن ماؤں، بہنوں کا چھ سات سال سے مسئلہ ہے اُس دن جب وزارتیں تھیں اُس ٹائم کیوں بائیکاٹ نہیں کرتا تھا؟ ابھی بائی کاٹ نظر آگیا۔ سیاست نہیں، بلوچیت کے نام پر بہت کچھ ہوا۔ 75 سال سے صوبے کے ساتھ۔ ابھی نہیں چھوڑیں گے کہ آپ کی ایک سیٹ ہے، آپ کو پتہ ہے کہ کچھ نہیں ملے گا، صرف ہم بلوچوں کی اُن ماؤں کے لیے، تو آپ قربانی دے دیں استعفیٰ دے دیں کہ بھائی ہماری ماؤں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ پانچ سال یہ مائیں اِس گیٹ پر بیٹھتی تھیں آپ اِس اسمبلی میں وزارت کی عیاشی کرتے تھے۔ اُس ٹائم آپ کو ماں بہن نظر نہیں آئیں۔ میڈم اسپیکر! بات اِس طرح ہے ایک انگلی سے سورج کو نہیں چھپایا جاسکتا۔۔۔ (مداخلت)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ کو بولنے کا موقع دیں گے۔ kindly آپ بیٹھ کے بھی نہ کہیں۔ اور اُنہیں موقع دیں اُنہیں بولنے کی اجازت ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور) جی آپ kindly اُنہیں انکا ٹائم دیں۔ اسد صاحب براہِ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ اسد صاحب براہِ مہربانی۔۔۔ (مداخلت۔شور) چونکہ آج جمعہ ہے اور اسمبلی کی premises میں مسجد میں ایک بجے جمعہ کی نماز ہوگی۔ لہٰذا اب جمعہ کی نماز کا وقفہ کرتے ہیں جمعہ کی نماز کے فوری بعد بقایا کارروائی ہوگی۔

(وقفہ برائے نماز جمعہ۔ اجلاس دوبارہ زیر صدارت میڈم ڈپٹی اسپیکر شروع ہوا)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: چونکہ نور محمد دمڑ صاحب نومنتخب رکن اسمبلی اب اسمبلی تشریف لا چکے ہیں لہٰذا نور محمد دمڑ صاحب آپ اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں۔ مَیں حلف پڑھتی ہوں آپ میری تقلید کریں تاہم حلف نامہ کی خالی جگہ میں آپ اپنا نام لیں گے۔

حلف: (حلف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَیں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ مَیں نور محمد دمڑ، صدقِ دل سے حلف اُٹھاتا ہوں کہ مَیں خلوصِ نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا کہ بحیثیت رکن

صوبائی اسمبلی بلوچستان ،مَیں اپنے فرائض اور کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، قانون اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، یکجہتی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔ مَیں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔اور یہ کہ مَیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اِس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔اللہ تعالیٰ میری مدد اور راہنمائی فرمائے۔آمین۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مہربانی کر کے پلیز گیلری میں کوئی clapping وغیرہ نہ کریں۔شکریہ۔مَیں نور محمد دمڑ صاحب کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے پر دلی مبارکباد دیتی ہوں۔رخصت کی درخواستیں۔سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے آج اسمبلی سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آپ جمیع معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جناب اسپیکر کی جانب سے نئے اراکینِ اسمبلی کی سہولت کی خاطر آج اجلاس کے اختتام کے فوری بعد سرینا ہوٹل کوئٹہ، قلعہ سیف اللہ ہال میں orientation کا اہتمام کیا گیا ہے۔لہٰذا آپ سے گزارش ہے مذکورہ orientation میں شرکت فرمائیں۔شکریہ۔قرارداد یں۔ جی سلیم کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ: ڈپٹی اسپیکر صاحبہ! گزارش ہے کہ ہمارا علاقہ انتہائی گرم ترین اور سیلاب زدہ ہے۔ وہاں کافی مشکلات ہیں، کچھ دن پہلے واپڈا والوں نے کوئی نوٹیفکیشن نکالا ہے، جہاں recovery نہیں ہورہی ہے اُن علاقوں میں تین گھنٹے بجلی دینے کا اُنہوں نے اعلان کیا ہے۔نصیر آباد ڈویژن میں میرے خیال میں صحبت پور بھی ہے، اپنا نصیر آباد ڈسٹرکٹ بھی ہے، جعفر آباد، اُوستہ محمد اور اِسی طرح میرے خیال میں مکران کا علاقہ بھی سیلاب زدہ ہے اور ہمارا علاقہ بھی سیلاب زدہ ہے۔تو میری گزارش ہوگی کہ کیسکو چیف کو اگر آپ یہاں بلا کر کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، جہاں ان علاقوں کے مسئلے ہیں تو اُن سے بات کریں کم از کم رمضان میں بجلی دینی چاہیے۔کیونکہ گرم علاقے ہیں، بابرکت مہینہ بھی آرہا ہے، اُس کے بعد اسکی کوئی ترتیب نکالنی چاہیے۔کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ علاقے ایسے بھی ہیں کچھ ایسے بھی گاؤں ہیں، اگر اُس گاؤں میں پندرہ بیس میٹرز ہیں اگر اس گاؤں میں پانچ نادہندگان ہیں تو اُن وجہ سے پورا گاؤں کی بجلی

کاٹ دیتے ہیں۔اُس کی کوئی ترتیب ہونی چاہیے۔علاقے کے لوگ بل بھی دینا چاہتے ہیں اور میٹر بھی لگانا چاہتے ہیں لیکن اُس کا کوئی میکنیزم بننا چاہیے۔واپڈا والے ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں رمضان کے بعد کوئی طریقہ کار نکالیں گے۔ابھی یہ جو مشکلات ہیں تو میری گزارش ہوگی کہ اُن کو بلاکر یہ ایک اہم مسئلہ ہے اس کو آج یا کل تک بلالیں۔بڑی مہربانی ہوگی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔جی۔

میر زابد علی ریکی: ضلع واشک میں یعنی گوادر ہو، پنجگور رہو، ہر جگہ کافی بارشیں ہوئی ہیں جن کی وجہ سے کافی نقصانات ہوئے ہیں۔تو یہ نقصانات چاہے بندات ہوں چاہے روڈ ز ہوں، چاہے گھر ہوں ہر جگہ کچے مکانات گر گئے۔خاص طور پر میری واشک تحصیل ہے، واشک اور ماشکیل میں کافی نقصانات ہوئے ہیں۔دوسرا جناب میڈم! آمونِ ماشکیل، آپ کے نوکنڈی ٹو ماشکیل آمون ہے یعنی 102 کلومیٹر ہے۔اس میں دو سال پہلے وہاں ٹنڈر بھی ہوا ہے۔این ایچ اے کا ٹینڈر بھی ہوا ہے، ٹھیکیدار کا پتہ نہیں کہ کون ہے۔تو این ایچ اے نے ٹینڈر بھی کیا اور ٹھیکہ بھی کسی نے اُٹھایا ہے پتہ نہیں پنجاب اور سندھ کہاں کا ہے۔میڈم! ابھی آمونِ ماشکیل بند ہے۔دالبندین کا راستہ بھی بند ہے۔اُس طرف ایران ہے اِس طرف آپ کا دریا ہے۔ماشکیل اس ٹائم ایسی جگہ میں پھنسا ہوا ہے۔خوردونوش کی اشیاء اور ساری ٹریفک بند ہے۔میڈم! چیف منسٹر صاحب بیٹھے نہیں ہیں۔میڈم! این ایچ اے کا یہاں بلوچستان میں ممبر ہے اُسکو بلاکر، میرے نالج میں آیا ہے کہ چار، پانچ ارب اُس ٹھیکیدار نے لیے ہیں۔میرے خیال سے دس یا پندرہ کلومیٹر اُس نے کام نہیں کیا ہے یہ آپ نوٹ کر لیں۔سیکنڈ ہمارے سلیم کھوسہ صاحب نے اچھی بات کی ہے۔رمضان آرہا ہے، آپ کیسکو چیف کو بھی بلالیں۔بارش کی وجہ سے ماشکیل اور واشک میں بجلی کے کھمبے گر گئے ہیں۔ابھی تک تقریباً ایک ہفتہ ہوتا ہے کم وبیش۔بار بار کیسکو چیف کو فون کر کے یہاں ایک CEO ہے اُس کو بار بار فون کر کے کہتا ہے کہ مَیں کل بھیج رہا ہوں، پرسوں بھیج رہا ہوں ابھی تک کوئی حال نہیں ہے۔بجلی کی لوڈ شیڈنگ بھی پہلے سے زیادہ 24 گھنٹے میں اگر پانچ چھ گھنٹے تھی اب میرے خیال سے نہ ہونے کے برابر ہے۔کیسکو چیف کو بلاکر یہاں ہمارے جتنے بھی ممبران ہیں، رمضان بھی آرہا ہے جہاں جہاں بھی لوڈ شیڈنگ ہورہی ہے۔رمضان پیکیج کے حوالے سے بھی بات کریں گے انشاءاللہ۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔جی قراردادیں پہلے ہوں اُسکے بعد بالکل آپ لوگوں کو ٹائم دیا جائے گا۔جی بات کریں۔

میر برکت علی: میڈم اسپیکر! مکران میں بجلی کا بڑا مسئلہ ہے وہاں سیلاب آیا ہوا ہے اور کافی مشکلات ہیں۔اور سیلاب کی وجہ سے اِنہوں نے ابھی لوڈ شیڈنگ کی ہے حالانکہ جو بندہ بل نہیں دیتا آپ اُنکی بجلی کاٹیں آپ پورے علاقے کو اندھیرے میں نہ دھکیلیں۔ابھی آٹھ گھنٹے کی بجائے صرف تین گھنٹے بجلی دے رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔

میر برکت علی: تین گھنٹے بجلی میں دیکھیں ابھی رمضان کا مہینہ آرہا ہے وہاں لوگ کیا کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ کا پوائنٹ نوٹ کرلیا گیا ہے۔

میر برکت علی: ابھی کیسکو کے چیئرمین کو یہاں بلائیں تاکہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور اس معاملے کو جلد از جلد حل کریں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you so much جی۔ جی قرارداد یں۔ میر سرفراز احمد بگٹی صاحب، وزیر اعلیٰ بلوچستان کی طرف سے، نواب ثناء اللہ زہری، میر محمد صادق عمرانی، سردار سرفراز چاکر ڈومکی، جناب ظہور احمد بلیدی، جناب محمد اصغر رند، میر علی مدد جتک، جناب صمد خان، جناب عبید اللہ، جناب بخت محمد کاکڑ، جناب اسفند یار خان کاکڑ، محترمہ شہناز عمرانی، محترمہ مِینا، اور جناب سنجے کمار، ارکان بلوچستان اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 1 پیش کریں۔

میر محمد صادق عمرانی: اچھا اس میں ضیاء لانگو صاحب کا نام بھی شامل کریں اُنہوں نے بھی دستخط کیئے ہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میر محمد صادق عمرانی: میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ ایوان 12 سال قبل صدرِ پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کی جانب سے پہلے منتخب وزیر اعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت کے کیس کو دوبارہ کھولنے کے لئے دائر صدارتی ریفرنس میں سپریم کورٹ آف پاکستان کی حالیہ تاریخی رائے کو سراہتا ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کی رائے کے مطابق 45 سال پہلے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو سزائے موت سنائی گئی تھی۔ اِس عمل کے دوران آئین کے انصاف فراہم کرنے کے حوالے سے منصفانہ ٹرائل کے قانونی تقاضے پورے نہیں کیئے گئے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنی رائے میں یہ بات بھی تسلیم کی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت عدالتی قتل تھا۔ اُنکے ساتھ زیادتی ہوئی ناانصافی ہوئی اور اُنہیں منصفانہ ٹرائل فراہم نہیں کیا گیا۔ یہ فیصلہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ تمام افراد آئین کی رُو سے بلاتخصیص، حیثیت و مرتبہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کیئے جانے اور منصفانہ ٹرائل کا حق رکھتے ہیں۔ کیونکہ شہید ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے مضبوط ترین وزیر اعظم تھے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973ء کے خالق بھی ہیں۔ جس کی بنا پر اُنہیں بابائے آئین بھی کہا جاتا ہے جس کی بدولت ملک کی چاروں اکائیوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ اور اس کی بدولت پاکستان میں پائیدار جمہوریت قائم ہوئی۔ لیکن اِن کی اِن عظیم کاوشوں کے باوجود ملک دشمن عناصر نے اُنکے خلاف بے بنیاد، مَن گھڑت اور جھوٹے مقدمات قائم کیئے جس کی بنا پر پاکستان کے ایک عظیم اور سچے

راہنما کو قتل کیا گیا، شہید کیا گیا۔ واضح رہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو تو جسمانی طور پر ختم کیا گیا لیکن وہ عملاً پاکستان کے عوام کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ لہٰذا شہید ذوالفقار علی بھٹو کی ملک کے لئے عظیم خدمات اور سپریم کورٹ آف پاکستان کی حالیہ رائے کی روشنی میں یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ذوالفقار علی بھٹو کو سرکاری طور پر شہید کا درجہ دینے اور قومی وجمہوری ہیرو ڈیکلیئر کرنے کا اعلان کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مشترکہ قرارداد نمبر 1 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

میر ظہور احمد بلیدی: شکریہ میڈم اسپیکر۔ ''جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے، یہ جان تو آنی جانی ہے اِس جان کی کوئی بات نہیں''۔ میڈم اسپیکر! 04 اپریل 1979ء کو ایک عالمی درجے کے لیڈر کو عالمی سازشوں اور ملک میں اندرونی سازشوں کے نتیجے میں اُسکو ایک جعلی کیس میں سزائے موت دی گئی۔ یہ نہ صرف ان کو روحانی اور جسمانی طور پر اِس ملک اور اِن عوام سے جدا کیا گیا اور یہ کوشش تھی کہ اُنکے نظریے کو اُنکے ساتھ دفن کیا جائے۔ میڈم اسپیکر! بھٹو صاحب ہم سے جدا ہوئے لیکن قاتل انکے نظریے کو نہیں مار سکے۔ اور وہ نظریہ آج پورے پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں زندہ ہے۔ بھٹو ایک نام نہیں تھا، بھٹو ایک شخصیت نہیں تھی، بھٹو ایک بھرپور ایک نظریہ تھا، جس نے نہ صرف پاکستان میں بنیادی تبدیلیاں لے آئیں بلکہ اُنکی قیادت پوری عالمی سطح میں مانی گئی۔ جس نے اسلامی دنیا کو اکھٹا کیا، اُنکو ایک راستہ دیا۔ پاکستان میں، پاکستان کو اسلامی، فلاحی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ پاکستان کو آئین اور منشور دیا۔ پاکستان میں عام آدمی کو سیاسی شعور دیا۔ اور پاکستان کو دنیا میں ایٹمی طاقت بنا کر ناقابلِ تسخیر بنا دیا۔ اور جس کی پاداش میں اندرونی اور بیرونی سازشوں کے تحت ایک جعلی کیس میں انکو سزائے موت دی گئی۔ 4 اپریل 1979ء سے لے کر آج وہی عدالت جو قتل کا آلہ کار بنی ہوئی تھی، اُسی عدالت نے اُن کی بیگناہی کا ثبوت دیا۔ جناب اسپیکر! ''دیر آید درست آید''۔ اور آج ثابت ہو گیا کہ بھٹو بیگناہ تھا۔ وہ صرف ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی پر نہیں چڑھایا گیا۔ اُن کو صرف سولی پر نہیں چڑھایا گیا۔ وہ اِس ملک کے مستقبل کو اِنہوں نے پھانسی لگا دی۔ آج جو انتشار، انارکی، بدامنی، تفرقات پائے جا رہے ہیں، جناب اسپیکر! اگر اُس لیڈر شپ کو اُس وقت سزا نہ ہوتی تو آج پاکستان کی ایک اور شکل ہوتی۔ آج اسلامی دنیا اتنی ذلیل اور خوار نہیں ہوتی، یہ سازش صرف ذوالفقار علی بھٹو تک نہیں رہی بلکہ اُن کے جتنے بھی عالمی رفقاء تھے، جس میں جمال ناصر مصر کے صدر تھے، شاہ فیصل سعودی عربیہ کے فرمانروا تھے، یاسر عرفات، کرنل قذافی، انور سادات، صدام حسین، ان سب کو کیفرِ کردار تک پہنچایا گیا۔ میڈم اسپیکر! یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ بیرونی سازشوں کے آلہ کار ہم کس طرح بنتے ہیں۔ اور کس طرح اپنے تابناک مستقبل کا گلہ گھونٹتے ہیں۔ مَیں قاضی فائز عیسیٰ اور اُنکے بینچ کے جج حضرات کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ اُنھوں

نے جناب آصف علی زرداری صاحب کے ریفرنس پر آخر کار شنوائی کی اور فیصلہ دیا کہ بھٹو کے ساتھ انتہائی زیادتی ہوئی ہے۔اور یہ ناں صرف اِس فیصلہ پر پیپلز پارٹی کے جیالے خوش ہیں بلکہ پاکستان اور پوری دنیا کے وہ تمام جمہوری لوگ جو جمہوریت اور روشن خیالی پر یقین رکھتے ہیں، اُن سب کے لیے باعثِ تسکین ہے۔تو مَیں پیپلز پارٹی کی جانب سے اور اپنے جتنے بھی محرکین ہیں، اُن سب کی جانب سے وفاقی حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ جو بھٹو صاحب کا درجہ تھا اُنکو باقاعدہ سرکاری طور پر قومی ہیرو قرار دیا جائے۔شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you so much۔جی علی مدد جتک صاحب۔

جناب علی مدد جتک: میڈم اسپیکر۔ 4 اپریل 1979ء کو شہید ذوالفقار علی بھٹو کو، اِس ملک کے منتخب وزیر اعظم کو، اِس ملک کے عوام کی اُمیدوں کو، ایک جھوٹے مقدمہ میں عدالتی قتل کر کے شہید کیا گیا۔میڈم اسپیکر! شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اِس ملک اور اِس قوم کے لیے جو کچھ کیا وہ تاریخ کا حصہ ہے۔میڈم اسپیکر! شہید ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیں شناخت دی ،شناختی کارڈ کی۔شہید ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیں وہ زبان دی جو آج مَیں یہاں بول سکتا ہوں، جمہوری طریقے سے اپنے حقوق کے لیے، یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو تھا۔45 سال قبل ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کیا گیا۔ ہمارے جیسے، صادق عمرانی جیسے جیالے سے لوگ سوال کرتے تھے، جو ہم نعرہ لگاتے تھے ''کہ زندہ ہے بھٹو زندہ ہے'' آج سپریم کورٹ آف پاکستان نے یہ ثابت کر دیا کہ 24 کروڑ عوام کے دل میں زندہ ہے بھٹو زندہ ہے۔میڈم اسپیکر! اگر شہید ذوالفقار علی بھٹو آج ہوتے تو ملک کے حالات اِس طرح نہیں ہوتے۔شہید ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کیا گیا۔اُس کے بعد ہزاروں کی تعداد میں ہمارے ورکروں کو شہید کیا گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے ورکروں کو جیل میں ڈال کر کوڑے لگائے گئے۔مگر اُن ورکروں کے منہ سے ''جیئے بھٹو'' کا نعرہ بند نہیں ہوا۔کیوں؟ کہ اِس جمہوریت کے لیے، اِس ملک کے لیے، پاکستان پیپلز پارٹی جدوجہد کرتی آرہی ہے۔ اِس ملک کو مضبوط کرنے کے لیے شہید ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ''کہ ہم ہزار سال گھاس کھائیں گے مگر اِس ملک کو ایٹمی قوت بنائیں گے'' یہ واحد اسلامی ملک ہے جسکو شہید ذوالفقار علی بھٹو نے ایٹمی قوت بنایا۔اور اُس کے بعد شہید رانی محترمہ بے نظیر بھٹو نے اِسکو میزائل ٹیکنالوجی دی۔اُس کے بعد جناب آصف علی زرداری نے اِس ملک، اِس قوم کو تحفہ میں سی پیک دیا۔مَیں آج اِس قرارداد کے ساتھ ساتھ جو 45 سال کے بعد، مَیں appreciate کرتا ہوں سپریم کورٹ آف پاکستان کے ججوں کو خصوصاً قاضی فائز عیسیٰ کو کہ آج پاکستان کے 24 کروڑ عوام اور پیپلز پارٹی کے جیالوں کا اُس نے دل جیتا ہے، جو آج ہمیں انصاف ملا ہے۔میڈم اسپیکر! مَیں جناب آصف علی زرداری کے وہ جوانی کے 14 سال اِس طرح جھوٹے کیسوں میں اُسکو پھنسا کر جیل میں رکھا۔اُس کی جوانی کا حساب کون دے گا؟ مَیں تو سپریم کورٹ آف پاکستان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ جناب آصف علی زرداری کو بیگناہ 14 سال آپ نے جیل میں رکھا اِسکا اب حساب کتاب

ہونا چاہیے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ہمارے ورکرز، ہماری سینئر لیڈرشپ، جو چار پانچ سال جیلوں میں گزارے کیوں؟ ہم اِس ملک کے لیے جدو جہد کرتے ہیں بھٹو کو شہید کیا گیا محترمہ بے نظیر بھٹو کو شہید کیا گیا میر مرتضیٰ بھٹو کو شہید کیا گیا، میر شاہنواز بھٹو کو شہید کیا گیا ہزاروں کی تعداد میں ہمارے ورکروں کو شہید کیا گیا۔ مگر ہم نے کیا کہا، پاکستان کھپے۔ پاکستان ہے تو ہم ہیں، پاکستان ہے تو ہم سیاست کر سکتے ہیں۔ مگر ایک لیڈر کو ایک دن بند کیا، اُس نے کیا سے کیا نہیں کیا، کیوں؟ ہم جمہوری لوگ ہیں۔ ہم اِس ملک کو مضبوط کرنے والے لوگ ہیں، اِس شہید ذوالفقار علی بھٹو کے جیالوں نے اِس ملک کے اُس درخت کو خون دے کر بڑا کیا ہے جو آج سب اِس کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج مَیں بحیثیت ایک ورکر، بحیثیت ایک پاکستانی یہ فخر محسوس کرتا ہوں اپنی لیڈرشپ پر کہ آج جناب آصف علی زرداری نے جو صدارتی ریفرنس سپریم کورٹ میں بھیجا اور اُسکی پیروی کی تو آج چیف جسٹس آف پاکستان نے کہا کہ بھٹو صاحب کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے عدالتی قتل ہوا ہے مَیں آج کی اس قرارداد کی نسبت سے وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو حکومتی سطح پر جمہوری ہیرو ڈیکلیئر کیا جائے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو پینتالیس سال پہلے بھی شہید تھا اور آج بھی سپریم کورٹ آف پاکستان نے انہیں شہید قرار دیا۔ میڈم اسپیکر! مَیں اگر شہید ذوالفقار علی بھٹو کے کارناموں پر جاؤں تو دو ہفتے لگ جائیں گے جو اس ملک اور اس قوم کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو نے جو کام کر کے گئے ہمیں زبان دی کہ آپ اپنے حقوق کیسے لے سکتے ہیں۔ ہمیں یہ سمجھایا کہ آپ ظالم کے خلاف کیسے کھڑے ہو سکتے ہیں، ہمیں یہ سمجھا کے گیا کہ آپ ظالموں کے ساتھ ڈٹ کے مقابلہ کریں، یہ شہید ذوالفقار علی بھٹو ہمیں سکھا کے گیا ہے۔ اگر شہید ذوالفقار علی بھٹو نہیں ہوتا تو مَیں سمجھتا ہوں مَیں اِس اسمبلی میں نہیں ہوتا۔ آج ذوالفقار علی بھٹو کی وجہ سے 1988ء سے ہم جدوجہد کرتے آ رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! آج مَیں اپنے ممبران پاکستان پیپلز پارٹی خصوصاً نواب ثناء اللہ زہری اور وہ تمام ممبران کو میں appreciate کرتا ہوں کہ اُنہوں نے، سب دوستوں نے مِل کے، شہید ذوالفقار علی بھٹو کے عدالتی قتل پر جو قرارداد پیش کی گئی میں appreciate کرتا ہوں۔ اِس کے ساتھ ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان قاضی فائز عیسیٰ اور اُن کے ممبروں کو میں appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں انصاف دیا۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی، کوئی بھی پارٹی جس کے ساتھ بھی ظلم ہوا ہے اُن کو انصاف دیا ہے۔ پاکستان زندہ باد، بلوچستان پائندہ باد۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی یونس صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: میڈم اسپیکر! جو قرارداد شہید وطن ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے لیے پیش کی گئی ہے مَیں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اِس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کی خدمات جو ایک عالمی لیڈر تھے جنہوں نے پاکستان کو عالمی قوت بنائی۔ جیسے دوست کہہ رہے ہیں کہ اُس نے پاکستان کو نام

دے دیا۔ اور سب سے بڑی بات کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اور ہمارے قائد مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کو جو ختم نبوت کا تحفہ دیا میں اُنکو سلام پیش کرتا ہوں کہ اُنہوں نے قادیانیوں کو، بھٹو صاحب کی محنتوں سے اور ہمارے قائد مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی محنتوں سے قادیانیوں کو اِسلام سے خارج کر کے ختم نبوت کا تحفہ جو بھٹو صاحب نے ہمیں دیا ہے، ہم اُنکو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور میں آج کی اِس قرارداد پر قومی اسمبلی اور وفاقی گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جو قرارداد ہمارے دوستوں نے پیش کی ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو کو قومی جمہوری ہیرو ڈکلیئر کیا جائے۔ مَیں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کی طرف سے اِس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ میڈم اسپیکر! دوستوں نے جو قرارداد پیش کی ہے مَیں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ مَیں تھوڑا سا ماضی میں جاؤں گا۔ مَیں اُس وقت اسٹوڈنٹ تھا 4 اپریل 1979ء کو اُس وقت جب اُنکو پھانسی پر چڑھایا گیا تو مَیں بحثیت ایک اسٹوڈنٹ، میرے پاس اُس وقت وہ اُس زمانے میں شاید ایک چھوٹا پیناسونک ریڈیو دو بینڈ والا آتا تھا ٹی وی تو تھا نہیں، ریڈیو تھا جب اُس پر اعلان ہوا کہ اُنکو hang کر دیا گیا تو مَیں نے وہ ریڈیو تھوڑ دیا اِتنا دُکھ ہوا۔ میڈم اسپیکر! کچھ لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو وہ شخصیت تھے جو صدیوں کے بعد اِس مملکت پاکستان کو اللہ کی طرف سے ایک تحفہ تھا، لیکن یہاں بدقسمتی یہ ہے کہ جب اِس قسم کے لیڈر، intellectual، پیدا ہوتے ہیں تو اِنکو جلدی اِس صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا کہ جو اُسکے نظریات تھے، جو جمہوریت کے بارے میں اُسکی رائے تھی، جس طریقے سے اُس نے اقوامِ متحدہ میں وہ کاغذ پھاڑے اور واک آؤٹ کیا، آج تک پاکستان کی تاریخ میں کسی کی یہ جرات نہیں ہوئی کہ اِس قسم کے پاکستان کے لیے آواز اُٹھائی ہو، تو میں سمجھتا ہوں، دیکھیں میڈم اسپیکر! مَیں اپنی، آپ کو مثال دیتا ہوں، مجھے 33 سال سزا دی گئی، ایک دفعہ، پھر ''مالکی دَور'' آیا، اُسمیں مجھے پانچ سال سزا دی گئی۔ مَیں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں یہ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے نواب ثناء اللہ صاحب کہ اِنہوں نے جس طریقے سے مجھے support کیا، مَیں آج بھی اِنکا مشکور ہوں، کل بھی مشکور تھا اور جو موجودہ وزیر اعلیٰ ہے وہ اُس وقت وزیر داخلہ تھا۔ بات یہ نہیں ہے کہ زندگی، زندگی تو چل رہی ہے ایک پہیہ ہے گھوم رہا ہے۔ لیکن اِن چیزوں کا حساب کون دے گا؟ کہ جو مجھے 33 سال ایک، 5 سال اور یعنی 38 سال، 66 سالہ زندگی میں میرے 38 سال minus ہو گئے اُسکا حساب کون دے گا؟ یا آج بھٹو ہم میں موجود نہیں ہے، اِسکا حساب کون دے گا؟ عدالتیں تو اپنا فیصلہ سنا دیتی ہیں۔ لیکن ایک شخص کا نقصان ہوتا ہے، یا ایک گھر کا نقصان ہوتا ہے۔ ایک پورے ملک کا نقصان ہوتا ہے ایک براعظم ایشیا کا نقصان ہوا۔ تو میرا خیال ہے کہ اُسکا جواب آج کے سپریم کورٹ نے

قاضی فائز عیسیٰ اور اُسکے colleagues جتنے بھی جج تھے، فیصلہ دے کر اُسکے ساتھ جو نا اِنصافی ہوئی، آج آپ 1979ء، 21 اور 24۔ یہ 45 سال کے بعد مملکتِ پاکستان کا جو نقصان ہوا ہے اُسکا کون ذمہ دار ہے؟ مَیں تو یہاں یہ مطالبہ کروں گا۔ مَیں تو اِنکو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ اُنہوں نے آج اُسکو نا انصافی اور اُسکو شہید کا ایک درجہ دیا۔ یہ جو 45 سال اُسکے خاندان کے ساتھ ہوا، اِس مملکتِ پاکستان کے ساتھ ہوا، تو اُسکا کوئی جواب نہیں ہے۔ اُسکا کوئی احتساب نہیں ہے۔ میرے ساتھ، میرے 38 سال میری زندگی کے minus کیے گئے، اُسکا کوئی حساب نہیں ہے۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ جہاں جمہوری نظام کی ضرورت ہے وہاں ایک آزاد عدلیہ، ایک خود مختار عدلیہ کی بھی ضرورت ہے۔ تا کہ ہر عام اور خاص آدمی کو انصاف ملے۔ آج وہ سابقہ جج صاحبان کہتے ہیں کہ جی ہم سے غلطی ہوگئی۔ پاکستان کی دُنیا لُٹ گئی بھٹو خاندان کی دُنیا لُٹ گئی اور آج آپ کہتے ہیں کہ جی ہم سے غلطی ہوگئی۔ تو اُس کا ازالہ ہونا چاہیے۔ کوئی مجرم ہے اُس کو ضرور آپ سزا دیں ہم نہیں کہتے کہ اُن کو آپ سزا نہ دیں لیکن یہ بیگناہ لوگوں کا جو عدالتی قتل کیا جاتا ہے۔ خدارا یہ جو اس وقت سپریم کورٹ بیٹھی ہے یا ہمارے عدالتیں بیٹھی ہیں، اِنکو چاہیے، کیوں کہ جج جوابدہ ہوگا آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کہ آپ نے یہ کیوں نا انصافی کی کسی کے کہنے پر؟ آپ نے ایک، قرآن کہتا ہے کہ ایک آدمی کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ پھر اِس جیسے، بھٹو جیسے intellectual جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں اُن کا قتل تو پوری دُنیا کا نقصان ہے۔ آج آپ دیکھیں OPEC کی بنیاد کس نے رکھی؟ تمام عرب کو ایک پلیٹ فارم پر رکھ کے اُس نے 1973ء میں اسلامی سربراہ کانفرنس لاہور میں منعقد کی وہاں تمام عالم اسلام کو اکٹھا کیا۔ OPEC بنی جو آج کھربوں trillion of dollars کما رہے ہیں۔ اگر یہ چیزیں بنیادی نہ ہوتیں، شاہ فیصل شہید اِدھر آیا، یاسر عرفات آیا، قذافی آیا، بھٹو، اسلامی جو بھی top leadership تھی وہ یہاں پاکستان آئی پاکستان نے اُن کی میزبانی کی۔ ہمارے مہمان بنے اور دُنیا کو ایک پلیٹ فارم دے دیا کہ اس طریقے سے ترقی کی جاتی ہے۔ آج بھٹو ہم میں نہیں ہے، جیسے دوستوں نے کہا کہ واقعی یہ لوگ صدیوں تاریخ کا حصہ بنتے ہیں، صدیوں زندہ رہتے ہیں۔ گو کہ physically وہ وفات پا جاتے ہیں۔ لیکن اُن کی روح، اُن کا وجود صدیوں تک کوئی نہیں مٹا سکتا۔ تو میں صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے اور شہید ذوالفقار علی بھٹو کو قومی ہیرو قرار دیا جائے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں چیف جسٹس آف پاکستان اور ان کی ٹیم کو کہ اُنہوں نے یہ قدم اُٹھایا۔ بہت بہت شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: thank you۔ جی زمرک خان صاحب!

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! آج جو قرارداد پیش ہوئی ہے پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے۔ میں اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے اسکی حمایت کرتا ہوں۔ اور مختصراً اِتنا کہوں کہ 44 سال بعد فیصلے آتے

ہیں۔اور پھر ایک ایسی شخصیت کے حوالے سے جس نے پاکستان کی خدمت کی ہو، جو قومی ہیرو اور ایک پارٹی کا سربراہ ایک چیئرمین جس نے پاکستان پیپلز پارٹی کو بنایا جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب۔ سیاست میں ایسی چیزیں ہوتی رہتی ہیں، شاید اُس وقت ہمارے ساتھ NAP کے حوالے سے اگر میں بات کروں تو مخالفت میں تھی اور خان عبدالولی خان جو 1973ء کا آئین اُس وقت بنا، اُس کا founder Member تھا، جس طرح مفتی محمود صاحب تھے اُس وقت۔ لیکن ایک چیز ہوتی ہے کہ سیاست میں چاہے مخالفت بھی ہو یا چاہے حمایت بھی ہو لیکن ایک لیڈر جب پیدا ہوتا ہے اور اُس کے متعلق چاہے آپ کا اختلاف بھی ہو لیکن اُس کے کارنامے، اُس کی خدمات جو ملک کے لیے ہوتے ہیں، عوام کے لیے ہوتے ہیں، اُس کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ حقیقت میں ذوالفقار علی بھٹو ایک بہت ذہین اور ایک بہت دلیر لیڈر تھے۔ پاکستان میں اگر آپ لے لیں تو قربانیوں کے حوالے سے واحد ایک پیپلز پارٹی تھی جنہوں نے اپنے پورے خاندان کی قربانی دی۔ اور میں ساتھ یہ بھی ذکر کرلوں میں شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ سے ایک دفعہ ملا تھا 2008ء میں۔ حقیقت میں وہ اُن کی بیٹی ہے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی اور اُن کی جوجرات اور اُن کی جو سیاست کو میں نے دیکھا اور اُن کی دلیری کو میں نے دیکھا پاکستان میں ایسی خاتون بھی بہت کم پیدا ہوتی ہے۔ اور اُن کے پورے خاندان کو جس طرح شہید کیا گیا، قربانیوں کے حوالے سے، تو اُسکے مقابلے میں عوامی نیشنل پارٹی نے بھی اگر آپ دیکھ لیں، انگریزوں سے لے کے، سوسالہ ایک تاریخ رکھتے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں ہم نے بھی قربانیاں دیں، جمہوریت کے لیے، قوم اور اس ملک کے لیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے بہت سے cases آئے ہیں۔ میڈم اسپیکر! اگر میں آپ کو بتادوں کچھ ایسے لوگ بھی قید میں ہوتے ہیں جو مرجاتے ہیں، 302 کے کیس میں قید ہوتے ہیں۔ اور بعد میں فیصلہ آجاتا ہے کہ اُسکو باعزت بری کیا جاتا ہے۔ آپ کے سامنے ایسے بہت سے cases آئے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ عدلیہ پر ہم اُنگلی اُٹھا سکتے ہیں۔ یا عدلیہ کے بارے میں ہم بات کرسکتے ہیں۔ عدلیہ کی ہم ہمیشہ احترام کرتے ہیں۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ وہ فیصلے وقت پر ہونے چاہیں۔ فیصلوں کے لیے وقت دینا چاہیے۔ لیکن فیصلے وقت پر ہونے چاہیں۔ ایسا نہ ہو کہ 44 سال بعد آج جو فیصلہ آیا۔ ٹھیک ہے ہم سمجھتے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ اُسکو شہید declare کیا جائے وہ ہیرو ہے۔ اگر اُن کو شہید declare بھی نہیں کیا جاتا ہے لیکن وہ شہید ہے۔ اور وہ 44 سال سے ہے۔ اور جب ایسے لوگ مرجاتے ہیں جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا اور پھر وہ بری ہوجاتے ہیں تو اُسکو بری کرنے کا اور اُس فیصلے کا کیا فائدہ ہوگا۔ ہم معزز عدالت سے یہ اپنی طرف سے درخواست کرتے ہیں ہمارے ججز صاحبان قابل ہوتے ہیں۔ احترام کرتے ہیں۔ چیف جسٹس سے لے کر نیچے تک کہ کم از کم اِن فیصلوں کو وقت پر کیا جائے۔ اور ایسے غریب لوگ بیٹھے ہوتے ہیں کہ جن کے پاس اُن کے خاندان کے پاس کھانے پینے کا بھی کچھ نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اُس کے فیصلے جب آتے ہیں وہ مرجاتے ہیں۔ تو آخر میں حقیقت اِتنا

کہوں کہ جو آئی ہوئی ہے ابھی گورنمنٹ شاید یہ قرارداد پورے پاکستان میں پیش ہوگی، قومی اسمبلی میں ہوگی، تمام صوبائی اسمبلی میں ہونگی سینیٹ میں ہوگی تو شہید declare کیا جائے اور ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ شکریہ اسپیکر صاحبہ۔

میر اسد اللہ بلوچ: ویسے میں بولنا چاہتا ہوں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس ریجن میں اس تاریخ میں اس خطے میں جہاں کہیں ذوالفقار علی بھٹو نے سر اُٹھایا جب وہ پاکستان آئے، جمہوریت کی خاطر جو اُنہوں نے جدوجہد کی اُس سفر میں بہت کم لوگ تھے لیکن جب اُنہوں نے ایک سچ، جمہوری عمل کو اس خطے میں جس طریقے سے اُنہوں نے struggle کی، وہ آج بھی خراج تحسین ہے۔ آج ساتھیوں نے جسارت کی، قرارداد پیش کی، سندھ کی ساتھیوں نے بھی جسارت کی، قرارداد پیش کی۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ 44 سال بعد جمہوریت کے علمبردار جیت گئے۔ اور ڈکٹیٹر ہار گیا۔ جنرل ضیاء ڈکٹیٹر تھا جنہوں نے اس ملک کے وہ فیصلے کیے گئے جس کے فیصلوں سے اس خطے میں بہت سے سوالات اُٹھائے گئے۔ اور اُس سوال میں سے سب سے بڑا سوال آج یہی ہے judicial murder، ایک لاہور کے چھوٹے سے تھانے میں روزنامچے پر بنیاد بنا کے اُس لیڈر کو پھانسی کے تختے پر چڑھانا، یہ اس ملک کی خدمت نہیں تھی۔ جمہوریت کی خدمت نہیں تھی۔ اُس زمانے میں 16، 15، 12 کروڑ کی بات تھی، جب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ''کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں''۔ عوام جب اُن کے ساتھ تھے تو کسی ڈکٹیٹر کو یہ حق حاصل نہیں تھا، کہ کوئی ایک ایسی غیر جمہوری، غیر فطری، غیر اخلاقی عمل کرتے، جس سے پورے خطے میں ایک سوال پیدا ہوا ہے۔ ایک عالمی لیڈر تھا۔ اُس نے شعوری طور پر اپنے vision کے حوالے سے لوگوں کو جینے کا اور سیاست کا سلیقہ سکھایا۔ میں اپنی پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی) کے president کی حیثیت سے چونکہ ہم جمہور کے لوگ ہیں اور جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی وہ جو ماضی کی قربانیاں ہیں، جو فیصلہ بڑی دیر سے آیا ہے، یہ judiciary کے لیے ایک بہت بڑا سوال ہے۔ اس ملک میں اس پاکستان میں، پی سی او کے تحت جج بھرتی کیے جاتے ہیں یہاں سے like اور dislike کی بنیاد پہ فیصلے کیے جاتے ہیں اور ان فیصلوں کو اس خطے میں اس ریجن میں، یہاں کے عوام کے لیے کوئی شنوائی نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ پچھلے دنوں ہمارے ایک ساتھی جو 1981ء میں مچھ جیل میں تختہ ءِ پھانسی پر اُس کو چڑھایا گیا۔ اُنہوں نے ایک شعر بولی ''تو پاسرانی گڈّ گا زندئے خیالاناں گُشے پہ زندگاں داشت کنے پُھلاں چے بوتالانیاں''۔ میڈم اسپیکر! حمید شہید بھی جنرل ضیاء کے دَور میں ایسے ہی غلط فیصلے اور judicial murder تھا، عدالتی قتل تھا۔ بلوچستان ''مند تحصیل'' سے اُسکا تعلق تھا۔ آج بھی بلوچستان کے عوام سوال اُٹھاتے ہیں کہ حمید شہید کا گناہ کیا تھا؟ وہ ایک طالب علم تھا سائنس کالج میں پڑھ رہا تھا۔ سچائی، حقیقت اور جمہوریت کی خاطر جب اُنہوں نے باتیں کیں، تو ڈکٹیٹروں کا دَور تھا، مصیبت یہی ہے کہ اِس ملک میں جب باشعور، باعلم، عالم لوگ پیدا ہوتے ہیں، وہ لوگ جو ڈکٹیٹر ہیں، وہ چاہتے نہیں ہیں کہ ملک کی باگ دَوڑ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دے دیں۔ آج آپ کا ملک

آئی ایم ایف کا اگر قرضدار ہے۔ یہ اُن غیر جمہوری طاقتوں کی پالیسیوں کی وجہ سے ہے۔ یہ ملک آج بھی کچکول لے کے پوری دنیا میں پھر رہا ہے۔ یہ غلط پالیسی اور غلط خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہے کیونکہ جب لیڈروں کو قتل کیا جاتا ہے، باشعور لوگوں کو عوام سے چھینا جاتا ہے تو یہاں ایسے نکمے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو ملک کو نہیں چلاتے ہیں، یہی ملک کا آج حال ہے جو بند گلی میں پھنسا ہوا ہے۔ اِس ملک کو اب بھی ایک لیڈر کی ضرورت ہے۔ اگر آگے بڑھنا ہے، 22 کروڑ عوام کو آگے بڑھنا ہے، ابھی بھی جمہوریت کو چھوڑیں۔ جمہوریت کو چلنے دیں۔ جمہوریت سمندر کی مانند ہے۔ یہ اپنی گندھ خود صاف کریگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک میں ڈکٹیٹروں کی role کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس ملک کے صحیح خالص جمہوری لوگ ہیں، وہ political parties ہیں جن کے ساتھ عوام ہیں، جب وہ نکلتے ہیں لاکھوں لوگ اُسکے پیچھے ہوتے ہیں۔ یہ طاقت اور بم کی اگر قوت اور جنگ کی اگر یہ قوتیں ہوتیں، ایٹم بم کی اگر یہ قوتیں ہوتیں تو بڑے پیمانے پر افغانستان پر گرائے گئے، لیکن آخر کار dialogue کے ذریعے افغانستان کا مسئلہ حل کیا گیا۔ اور بلوچستان کا مسئلہ بھی سیاسی ہے۔ ابھی جو پیپلز پارٹی، یا مسلم لیگ (ن) کا، اُن سے بھی ہم اپیل کرتے ہیں کہ بلوچستان کا مسئلہ جو سیاسی ہے، اُسکو سیاسی نقطہ نظر سے حل کیا جائے۔ یہ بندوق کی نوک سے جو ذوالفقار علی بھٹو کا فیصلہ لکھا گیا۔ یہ بندوق کی نوک پر دوبارہ نہیں دہرانا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں، مختصراً، مَیں سمجھتا ہوں ایک مظلوم قوم کی جانب سے، ایک ادنیٰ آواز بن کے میڈم اسپیکر! آپ سے اپیل ہے، پیپلز پارٹی کے ساتھیوں سے اپیل ہے، جمہوری لوگوں سے اپیل ہے کہ بھٹو کا قاتل جنرل ضیاء تھا، حمید شہید کا قاتل جنرل ضیاء تھا۔ حمید شہید کو بھی شہید declare کیا جائے۔ اِنہی الفاظوں کے ساتھ مَیں اجازت چاہتا ہوں۔ میں ہر جمہوری عمل کا ساتھ دوں گا جو بلوچستان اور اِس ملک کی بقاء کی خاطر ہو۔ dictatorism، زوراکیں مخلوق، مردہ باد۔ زِندگ بات جمہوری عمل اور حق وانصاف۔ thank you میڈم اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: thank you جناب۔ جی کسی اور معزز ممبر نے بات کرنی ہے؟ جی

جناب نور محمد دمڑ: میڈم اسپیکر! میں نے آپ کو قرارداد سے پہلے چٹ بھی بھیجی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی اگر قرارداد کے حوالے سے بات کرنی ہے تو بہت شکریہ کیونکہ قرارداد کے حوالے سے جنہوں نے بھی بات کرنی ہے، پہلے اُنہیں ہم تقریر کرنے دیں گے۔

جناب نور محمد دمڑ: جی میں قرارداد کی حد تک اِتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ قرارداد کی ابھی میں حمایت کرتا ہوں۔ اور قرارداد میں جو کچھ ہمارے دوستوں نے پیش کی ہے اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ باقی میں کچھ بولنا چاہتا ہوں اگر آپ ابھی اجازت دیں گے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر آپ براہِ مہربانی، قرارداد کے حوالے سے اگر بات مکمل ہو جائے اُس کے بعد آپ کو ٹائم دیا

جائے گا۔

جناب نور محمد دمڑ: قرارداد کی مَیں صرف حمایت کرتا ہوں بعد میں مجھے موقع دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی بالکل آپ کو موقع دیا جائے گا۔قرارداد کے حوالے سے جنہوں نے بات کرنی ہے اُن کو مکمل کر لینے دیں۔آیا مشترکہ قرارداد نمبر 1 منظور کی جائے؟ok مشترکہ قرارداد نمبر 1 منظور ہوئی۔

مشترکہ قرارداد نمبر 2۔ میر یونس عزیز زہری، جناب اصغر علی ترین، میر ظفر اللہ زہری اور ڈاکٹر محمد نواز، اراکین بلوچستان صوبائی اسمبلی کی جانب سے مشترکہ قرارداد نمبر 2 موصول ہوئی ہے۔جبکہ اسی نوعیت کی ایک اور قرارداد نمبر 3 مولوی نوراللہ صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے بھی موصول ہوئی ہے۔چونکہ دونوں قراردادیں ایک ہی نوعیت کی ہیں لہٰذا قرارداد نمبر 2 اور قرارداد نمبر 3 کو کلپ کیا جاتا ہے۔لہٰذا محرکین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ کلپ شدہ قرارداد پیش کریں۔

میر یونس عزیز زہری: شکریہ میڈم اسپیکر! یہ کہ مورخہ 7 فروری 2024ء کو قلعہ سیف اللہ میں جمعیت علماء اسلام کے انتخابی دفتر کے قریب بم دھماکہ ہوا تھا۔جس کے نتیجے میں تقریباً 10 لوگ شہید اور متعدد افراد زخمی ہوئے تھے۔جن کا تعلق انتہائی غریب گھرانوں سے تھا۔لیکن حکومت کی جانب سے تاحال شہید ہونے والے شہریوں کے لواحقین اور زخمی ہونے والے افراد کی ریلیف کے لیے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے گئے ہیں لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ قلعہ سیف اللہ بم دھماکے کے شہید ہونے والے بیگناہ شہریوں کے لواحقین کے معاوضے اور زخمی ہونے والے افراد کے لیے فوری طور پر ریلیف دینے کے عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی! مشترکہ کلپ شدہ قرارداد پیش ہوئی۔کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: مَیں ایک سپلیمنٹری بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: پہلے محرکین بات کریں گے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: نہیں اس قرارداد میں مَیں کچھ شامل کرنے کی گزارش کروں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: نہیں زمرک خان صاحب! پہلے جنہوں نے قرارداد پیش کی ہے پہلے محرکین بات کریں گے اُسکے بعد بالکل آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔thank you زمرک خان صاحب۔شکریہ۔

میر یونس عزیز زہری: شکریہ میڈم سپیکر! الیکشن کے دوران قلعہ سیف اللہ میں جو ہمارے جمعیت علماء اسلام کے دفتر پر ایک ناخوشگوار واقعہ ہوا جس میں وہاں ایک بم دھماکہ ہوا تھا اور اُس میں ہمارے کئی کارکن شہید ہو گئے تھے۔اور بہت سارے لوگ اُسمیں زخمی ہوئے تو میڈم! آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے دور دراز علاقے ہیں اور کسی طریقے سے زخمیوں کو

ریلیف کے لیے کوئٹہ اور دوسرے ہسپتالوں میں پہنچایا گیا اور اُس کے بعد جو شہداء تھے ان کے لواحقین ہماری طرف دیکھ رہے ہیں اور بلوچستان گورنمنٹ کی طرف دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ پہلے گورنمنٹ مکمل نہیں تھی، تو اس بات پر کسی نے زور نہیں دیا کہ یہ انکو ریلیف ملے اور ان کے دکھوں پہ جو اُن کے زخم ہیں اُن کو بھرا جائے۔ ہمارے جو زخمی ہوئے ہیں اُن میں بہت سارے لوگ ابھی تک بھی ہسپتالوں میں ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ ان کے لیے ریلیف فوری طور پہ اقدامات کرے تاکہ جو زخمی ہوئے ہیں وہ بھی غریب لوگ ہیں اُن کے پاس اتنا بھی نہیں کہ وہ کوئٹہ میں آ کے اُن کے لواحقین اُن کے ساتھ بیٹھیں یا کوئی کہیں رہائش کے لیے اُن کے پاس بھی اتنی جگہ نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ جو شہید ہوئے ہیں ظاہر ہے اُنکا بھی تعلق ایسے گھرانوں سے تھا کہ وہ اپنے گھروں کے کفیل بھی تھے اور اپنے گھروں کو چلانے والے ہر ایک کے پیچھے دس پندرہ بچے ہیں اپنی فیملی کو چلانے والے یہی تھے تو اتنا ہم کرلیں کہ گورنمنٹ سے گزارش یہ ہے کہ ان کو جتنا جلدی ہوسکتا ہے کہ انکو معاوضہ دیا جائے۔ تاکہ جو لوگ زخمی ہیں اُن کے علاج اور جو شہید ہو گئے ہیں تاکہ وہ اپنے گھروں کو چلاسکیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ اسپیکر صاحبہ! یہ الیکشن سے قبل ایک دو واقعات ہوئے ہیں اسمیں قلعہ سیف اللہ میں ایک دھماکہ ہوا ہے جمعیت علماء اسلام کے آفس میں اور دوسرا خانوزئی میں بھی ایک دھماکہ ہوا ہے۔ اب دو واقعات الیکشن سے قبل ہوئے ہیں انتہائی ایک پریشان کن ماحول وہاں ضلع پشین میں ہوا ہے الیکشن سے دو تین دن پہلے کی بات ہے۔ یقیناً ہمارا علاقہ غربت کا شکار ہے اور پسماندہ ہے۔ اُس وقت الیکشن کا ایک عمل تھا دو دن کے بعد الیکشن تھے۔ ابھی تو الحمدُ للہ حکومت بھی قائم ہو چکی ہے پیپلز پارٹی کے وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی صاحب منتخب ہو گئے ہیں اب یہ جو شہداء ہیں اُنکی compensation کے لیے ہم ان سے ریکوئسٹ کرتے ہیں کہ انکو compensate کیا جائے۔ اور اس میں میڈم سپیکر صاحبہ! بہت سے ایسے مریض ہیں جو ابھی بھی زیر علاج ہیں لیکن آپ یقین کیجئے کہ اُنکے پاس علاج کے لیے بالکل کوئی بھی صورت نہیں ہے پیسے میسر نہیں ہیں۔ تو اس قرارداد کا مقصد بھی یہی ہے کہ جو خانوزئی میں واقعہ ہوا اُنکو بھی add کیا جائے اور قلعہ سیف اللہ میں جو واقعہ ہوا ہے اُنکے جو زخمی ہیں ان کو compensate کیا جائے اُن کے علاج کے لیے بندوبست کیا جائے اور جو لوگ ان میں شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے اُن کے لیے حکومت کو چاہیے compensation کا اعلان کرے تاکہ حکومت کی طرف سے جو ہو سکے وہ کرے۔ ہم ایسے بحیثیت ممبر بحیثیت ضلع پشین کے نمائندے ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ ہم ان کے لیے آواز اٹھائیں۔ تو ریکوئسٹ کی جاتی ہے حکومت بالخصوص میر سرفراز بگٹی صاحب سے کہ جلد سے جلد ان کی رپورٹ ڈی سی سے منگوائیں اور جو زخمی ہیں اُن کو

compensate کیا جائے اور جو شہید ہو گئے ہیں اُن کو معاوضہ دیا جائے بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: thank you جی جناب زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میں مولانا صاحب دو منٹ لوں گا اگر آپ مجھے ٹائم دیں گے۔ اصغر علی ترین صاحب خود اس قرارداد کے محرکین میں سے ہیں، پشین ابھی اُنکو یاد آ گیا جب میں نے بات شروع کی، خانوزئی میں بھی دھماکہ ہوا تو اُسمیں بھی لوگ شہید ہوئے تھے۔ آپ اس قرارداد میں پشین کو مجھ سے پہلے سے شامل کر دیتے تو اچھا ہوتا اس لیے میں یہ آپ کو تھوڑا یاد دلاتا ہوں۔ قرارداد نہیں، قرارداد آپ کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کو چاہیے کہ ایسے جو واقعات ہوئے ہیں اُس پہ بروقت وہ کارروائی کریں۔ خانوزئی میں جو شہید ہوئے ہیں قلعہ عبداللہ میں بھی ٹارگٹ کلنگ میں ہمارے کارکن شہید ہوئے ہیں بلوچستان میں بہت سے علاقوں میں ایسے واقعات ہوئے خاران میں بھی ہوئے ہیں الیکشن سے پہلے بھی ہوئے ہیں الیکشن کے بعد بھی ہوئے ہیں اور اسی بنیاد پہ ہوئے ہیں کہ جی یہاں پہ تخریب کاری اور دہشتگردی کا شکار ہوئے ہیں یہ لوگ۔ تو ہم یہی چاہتے ہیں پارٹی کی طرف سے ان کی حمایت کرتے ہیں کہ یہ کلپ کر کے یہ جو قرارداد ہے اُس میں ان سب کو ڈال کے پھر اس قرارداد کو مشترکہ قرارداد بنائیں، پورے ہاؤس کی طرف سے ہم اُن کی حمایت کریں گے کہ جتنے بھی بلوچستان میں واقعات ہوئے ہیں۔ حقیقت میں بروقت ان کو وہ دہشتگردی کا جو معاوضہ ہوتا ہے گورنمنٹ کی طرف سے وہ ملنا چاہیے ان کے بچے یا غریب لوگ تھے سارے حقیقت وہ اپنے کیمپین میں بیٹھے ہوئے تھے ان کا قصور نہیں تھا۔ پاکستان میں تو دہشتگردی کے بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی ساتھ کہوں کہ رمضان آنے والا ہے۔ فیڈرل حکومت سے اور بلوچستان کی حکومت سے خاص کر وزیر اعلیٰ سرفراز بگٹی صاحب سے کہ وہ ہمارے غریب عوام کو اسمیں پیکج دے دیں اور خاص کر انکے ساتھ اور اُن لوگوں کو بھی دیکھ لیں کہ جی ہم لوگ کس طرح یہ رمضان گزارتے ہیں غریبوں پہ کیا حالت گزرتی ہے ان کا بھی خیال رکھا جائے اور خاص کر وفاقی حکومت سے جو وزیر اعظم صاحب ہیں وہ بلوچستان کا خصوصاً خیال رکھیں، بلوچستان ایک امیر صوبہ ہے ہمیشہ زندگی غربت کی گزارتا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا یہاں پہ آپ اگر دیکھ لیں ہمارے پاس سونا ہے کاپر ہے سمندر ہے دنیا کے جو قدرتی خزانے ہیں وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔ لیکن بلوچستان کے عوام سب سے زیادہ غربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ ہمارا مسئلہ ہے۔ اور ہم اپنا حق ابھی تک وہ وفاق سے اس طرح حاصل نہیں کر سکے کہ ہم اپنے غریب عوام کو غربت سے نجات دلائیں۔ یا انکو پھر اچھا روزگار دے دیں یا ان کو کوئی اچھی سی تعلیم دے دیں اور صحت کے مواقع انکو مہیا کر لیں۔ اس بنیاد پہ انشاء اللہ ہم صوبائی حکومت کے ساتھ اسی بنیاد پہ رہیں گے کہ ہم وفاق کے ساتھ ہمارا جو حصہ ہے، حالانکہ سب سے زیادہ ہونا چاہیے۔ این ایف سی میں بھی سب سے زیادہ حصہ ہمارے ہونا چاہیے۔ 9.5 پرسنٹ ہمارا ہے ٹھیک ہے آبادی کی

بنیاد ہے آبادی پنجاب کی زیادہ ہے لیکن رقبے کے لحاظ سے ہم زیادہ ہیں کہ ہمارے غریب لوگ یہاں تک پھیلے ہوئے ہیں کہ آپ اگر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک جانے کے لیے آپ ان کو اگر بجلی دیں گے ان کو روڈ دیں گے ان کو ہاسپٹل دیں گے ان کو ایجوکیشن دیں گے تو پنجاب سے بھی زیادہ خرچہ ہوگا۔ وہ سندھ سے اور کے پی سے بھی زیادہ خرچہ ہوگا۔ ہمیں یہ چاہیے کہ ہم اپنے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لے لیں اور اس وسائل کی بنیاد پہ ہم اپنی غربت کو ختم کر لیں یہاں پہ روزگار دے دیں اور روزگار کے مواقع فراہم کر دیں۔ تو اس بنیاد پہ ہمارا یہ مطالبہ ہوگا کہ رمضان آنے والا ہے نواب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور پوری ان کی جو پیپلز پارٹی ہے اور (ن) لیگ کے جو ہمارے دوست ہیں وہ اپنی وفاقی حکومت سے کم از کم اس غریب عوام کے لیے کچھ کروا دیں اور ساتھ ہی اسکو بروقت اسمیں مطالبہ کرتا ہوں صوبائی حکومت سے کہ روزوں سے پہلے انکے لواحقین کو وہ معاوضہ ادا کیا جائے۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: thank you زمرک خان صاحب۔ جی مولوی نور اللہ صاحب۔

مولوی نور اللہ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحِيْمِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ فِی الْقُرْآنِ الْمَجِيْد. وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ الْحَيَاتِ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیِ الْعَظِيْمِ ۔میڈم اسپیکر صاحبہ! (پشتو۔ترجمہ): یہ قرار دادیں جن میں سے ایک جناب ذوالفقار علی بھٹو۔۔۔(مداخلت)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مولوی نور اللہ صاحب! اگر آپ کو زحمت نہ ہو براہِ مہربانی اگر آپ اُردو میں بات کریں گے تو سب کی سمجھ میں آجائے گی۔

مولوی نور اللہ: مَیں پشتو میں کروں گا اُردو مجھے آتی نہیں۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی، براہِ مہربانی مولوی نور اللہ صاحب! اگر آپ نے پشتو میں یا اپنی لوکل languages میں بات کرنی ہے پہلے اُسکی permission لینی پڑتی ہے۔ kindly آپ نے جو الفاظ کہے ہیں اگر اُردو میں آپ کہیں تو ہم آپ کے مشکور رہیں گے۔

مولوی نور اللہ: اِس حوالے سے بھی میرے خیال میں ایک قرارداد لانا پڑیگی۔ عرض یہ ہے کہ مَیں پشتو میں اچھے طریقے سے سمجھا سکتا ہوں (پشتو۔ترجمہ): آج دو قراردادیں اس اسمبلی میں پیش ہوئی ہیں۔ جن میں سے ایک جناب ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے ہے اور دوسری انتخابات میں شہداء کے حوالے سے ہے۔ یہاں بہت کافی مثالیں اور تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ ایوان مثالوں اور تعریف بیان کرنے کیلئے نہیں ہے۔ یہ ایوان قوانین بنانے کے لئے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کیلئے ایک اثاثہ تھے۔ پاکستان کو وہ چیزیں دیئے ہیں جو کہ بانی پاکستان نہ دے سکا۔ آئین دے دیا ہے جمہوریت دیا ہے۔ قادیانیت سے متعلق بہترین فیصلے آئین میں ڈال دیے ہیں۔

اور بلکہ ہمیں ایک اسلامی آئین 1973ء کے نام پر دیا ہے۔ کہ جب یہ آئین پاس نہیں ہوا تھا ملک میں دستور نہیں تھا۔ یہ کارنامہ ذوالفقار علی بھٹو نے سرانجام دیا ہے۔ اُنہوں نے اس ملک کو ایک آئین دیا ہے۔ اب یہ بات نہیں ہے کہ اُنہیں شہید نہیں مانا جائے بلکہ بات یہ ہے کہ ایک اثاثہ ضائع ہوا ہے۔ کس نے ضائع کیا؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عدالتی قتل تھا۔ مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک سیاسی قتل تھا۔ بنیاد عدالتی قتل کا، سیاسی ارادے اور سیاسی قتل تھا۔ عرض یہ ہے کہ کب تک انسانوں کو ماریں گے۔ اور ہم اچھی اچھی تقریریں کریں گے۔ جب تک کہ اِس ایوان میں وہ قانون بنایا جائے کہ ایسے قتل کا سدباب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قانون بھیجا ہے کہ ''وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ الْحَیَات ''۔ کہ جو قتل کرتا ہے، عدالتی قتل کے نام پر، یا سیاسی قتل کے نام پر، تو اُسے قتل کے بدلے میں قتل کر دیا جائے تب اِس معاشرے میں سَر اور عزت محفوظ ہوگی۔ یہ اس بات کی ہم کیوں وضاحت نہیں کرتے کہ جس نے ذوالفقار علی بھٹو کے جج کے لباس میں۔۔۔(مداخلت)

میر شعیب نوشیروانی: میڈم اسپیکر! قرارداد ہے اس پر اگر ووٹنگ ہو جائے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ کورم ٹوٹ جائے اور پھر یہ قرارداد ضائع ہو جائے۔ آپ سے درخواست ہے۔ مولانا صاحب سے بھی درخواست ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: مولانا صاحب! آپ سے درخواست ہے کہ آپ تھوڑا سا مختصر کر دیں۔ کیونکہ orientation session میں بھی جانا ہے۔ وہاں جو ٹائم ہے۔ جناب اسپیکر صاحب کی طرف سے۔۔۔(مداخلت)

مولوی نوراللہ: پانچ بار کھڑے ہو آپ سے کر کے اجازت مانگی ہے آپ نے اجازت نہیں دی۔ تو بہت ساری لمبی لمبی تقریریں کر کے ٹائم کو یہاں تک پہنچا دیا گیا ہے۔ ابھی تو میرے لیئے بھی کچھ منٹ ہونا چاہیئے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ فرمایئے۔

مولوی نوراللہ: اگر آپ لوگ یہاں انگریزی بولنا چھوڑ دیتے ہیں تو مَیں پشتو بولنا چھوڑ دوں گا۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مولانا صاحب! آپ جاری رکھیں۔

مولوی نوراللہ: تو عرض یہ ہے کہ مَیں قلعہ سیف اللہ کا نمائندہ ہوں۔ مَیں نے اس حوالے سے سیکرٹری صاحب کے پاس قرارداد جمع کرائی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ سیاسی اسکورنگ کیلئے قلعہ سیف اللہ کے بارے میں قرارداد پیش کرتے ہیں۔ وہ پشین والا بھول گئے خضدار والا بھول گئے قلعہ سیف اللہ کے غم میں مبتلا ہیں۔ قلعہ سیف اللہ کے شہیدوں کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی ہے؟ مَیں نے پڑھائی ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مولوی صاحب۔

مولوی نوراللہ: مَیں اِن قرارداد کے پیش کرنے والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کسی شہید کے جنازے میں شرکت کرنے کیلئے گئے؟ کیا آپ کسی شہید کی تعزیت کیلئے اُسکے گھر پر گئے؟ آپ اُنکے پسماندگان کو جانتے ہیں؟

۔۔۔(مداخلت۔شور)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: پلیز اُنکو بولنے دیں to the point بات کریں بیٹھ جائیں۔ بادینی صاحب! آپ kindly بیٹھ جائیں۔مولانا صاحب! آپ براہِ مہربانی بات کریں۔۔۔(مداخلت۔شور)

مولوی نوراللہ: یہ مچھلی بازار نہیں ہے، سیاست کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔۔(مداخلت۔شور)

میڈم ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر2 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر2 منظور ہوئی۔ اب مَیں گورنر بلوچستان صاحب کا حکمنامہ پڑھ کر سناتی ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Malik Abdul Wali Kakar, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Saturday, the 08th March, 2024.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ thank you very much

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 03 بجکر 26 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆